یا خیر من دفنت فی الترب اعظمہ — فطاب من طیبہن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ — فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

اے وہ سب سے اچھی ذات کہ جس کا جسد مبارک مٹی میں دفن کیا گیا تو اس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے

میری جان اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ رہتے ہیں اس میں عفت ہی عفت، سخاوت ہی سخاوت اور کرم ہی کرم ہے

ماہنامہ

انوار مدینہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد : ۴
رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ
—: قیمت :—
۶۵ پیسے

ماہنامہ
انوارِ مدینہ
لاہور

شمارہ : ۴
اکتوبر ۱۹۷۳ء
—: فون :—
۶۲۹۳۲

مدیر اعزازی : پروفیسر یوسف سلیم چشتی
مدیر معاون : حبیب الرحمٰن اشرف

محتویات

ادار یہ ——————— ۲

اسلام اور سائنس ——— مولانا مفتی محمود صاحب ——— ۶

رمضان مبارک ——— مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی ——— ۱۱

زکوٰۃ ——————— ۱۷

شیخ الہند کے چند تلامذہ ——— قاری فیوض الرحمٰن صاحب ——— ۲۴

بدل اشتراک : سالانہ سات روپے   طلبہ کیلئے پانچ روپے   فی پرچہ ۶۵ پیسے

سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ طابع و ناشر نے مکتبہ جدید پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ انوار مدینہ، جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان مبارک

کی

خصوصی عبادتیں اور فضیلتیں

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

روزہ دوسری امتوں میں بھی تھا مگر اس کی اتنی تفصیلات نہ تھیں۔ اتنی تعداد بھی نہ تھی۔ شریعت مقدسہ نے ہمیں بتلایا کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا اور نفسانی خواہش سے رُکے رہنا اور سال میں ایک ماہ اسی طرح گذارنا ضروری ہے۔ اس کھانے پینے اور شہوت نفسانی سے رُکنے کا نام "روزہ" ہے اور جس مہینہ میں یہ سارے مہینے کرنا ضروری ہے اس کا نام "رمضان" ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں یعنی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے مبعوث ہونے سے پہلے عرب کے لوگ ان ہی چاند کے مہینوں کو جنہیں عربی مہینہ کہا جاتا ہے موسم کے مطابق کر لیا کرتے تھے۔ عربوں میں ایک مخصوص خاندان تھا جس کا بڑا (جد امجد) قلمّس تھا۔ وہ حساب دان تھا اور حج کے مہینے کے بعد ایک مہینہ بڑھا دیا کرتا تھا مہینہ بڑھا دینے کا اختیار تمام عرب قبائل نے اس کا ہی تسلیم کر رکھا تھا اس مہینہ کو کبیسہ کہا جاتا تھا۔ یہ ذی الحجہ اور محرم کے درمیان ہوتا تھا۔ اس میں ان کی حکمت یہ ہوتی تھی کہ حج وغیرہ خوشگوار موسم میں ہوتا رہے اور باقی میلے بھی۔

لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے جو خالق السمٰوات والارضین ہے بتلایا کہ صحیح مہینے اور دن اس طرح ہیں آئندہ اسی طرح قائم رکھے جائیں۔ بس اس دن سے آج تک

تمام مہینے اور ہفتوں کے دن اسی طرح چلے آرہے ہیں اور اب ساری دنیا میں دن ایک ہی چلتا ہے، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گرمی کے روزے رکھے ہیں۔ غزوۂ بدر رمضان میں ہوا، صحابی فرماتے ہیں کہ گرمی تھی اور گرمی سے بعض کافروں کی لاشیں جب اٹھا کر خشک کنویں (قلیب) میں ڈالی جانے لگیں تو ان کا جسم ٹوٹ ٹوٹ کر الگ ہوا جارہا تھا۔

اب تک رمضان مبارک کے روزے تقریباً سولہ سال سے ٹھنڈے موسم میں آرہے تھے۔ اب گرم میں بھی آئیں گے مگر ہمیشہ ہر موسم میں رکھے گئے۔ اور مسلمانوں کو ضبط نفس اور تحمل شدائد کی پوری پوری مشق جاری رہی ہے۔

رمضان کی مبارک ساعات میں تلاوت قرآن کریم قیام اللیل (رات کو تراویح و تہجد پڑھنی) دعائیں مانگنی، اعتکاف اور خدا کی راہ میں خرچ کرنا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ثابت ہے اور امت کے علماء اور اولیاء اللہ اور عامۃ المسلمین سب ہی اس پر قائم چلے آرہے ہیں۔

روزہ کی فضیلت میں میں چند احادیث اس لئے ذکر کرتا ہوں کہ حدیث شریف کے مطالعہ سے ایمان کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل حسنة یعملہا ابن آدم تضاعف عشر الی سبع مائة ضعف غیر الصیام ھو لی وانا اجزی بہ۔	نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نیکی جو انسان کرتا ہے وہ دس گنی کردی جاتی ہے سات سو گنی تک سوائے روزہ کے، روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔

یدع شھوتہ من اجلی ویدع طعامہ من اجلی فرحتان للصائم فرحة عند فطرہ وفرحة حین یلقی ربہ وخلوف فمہ اطیب عند اللہ من ریح المسک والصیام لی وانا اجزی بہ	وہ (بندہ) اپنی خواہش کی چیز اور کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہے، روزہ دار کو دو مواقع پر خوشی ہوگی ایک اس کے افطار کے وقت اور ایک جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔ اور اس کی منہ کی وہ بو جو نہ کھانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بہتر (شمار) ہوتی ہے۔ اور روزہ میرے ہی لئے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

اس حدیث میں یہ جملہ کہ میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ دو مرتبہ آیا ہے نیز معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کا بدلہ

سات سو گنے سے زیادہ ہی ہوتا ہے۔

عن ابن سیرین ان کعبا قال الصائم فی عبادۃ مالم یغتب۔

حضرت ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ حضرت کعبؓ نے فرمایا "روزہ دار عبادت ہی میں ہے جب تک وہ غیبت نہ کرے"۔

عن حفصة بنت سیرین عن ابی العالیة. قال الصائم فی عبادۃ مالم یغتب احدًا وان کان نائما علی فراشہ۔

حضرت حفصہ بنت سیرین حضرت ابو العالیہ سے روایت کرتی ہیں کہ "روزہ دار عبادت ہی میں ہے جب تک وہ غیبت نہ کرے اگرچہ وہ اپنے بستر پر سو رہا ہو"۔

روزے کی فضیلت کا اس حدیث سے اندازہ لگائیے۔

عن ابی امامة قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث جیشا فخرجت فیھم فقلت یارسول اللہ! ادع اللہ ان یرزقنی الشھادۃ قال اللھم سلمھم و غنمھم قال فسلمنا وغنمنا۔

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا تو میں بھی اس میں چلا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعاء فرما دیجئے کہ وہ مجھے شہادت نصیب فرما دے۔ آپؐ نے دعاء فرمائی کہ اے اللہ ان کو سلامت رکھ اور اموال غنیمت عطاء فرما۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا ہم بسلامت رہے اور غنیمت ہاتھ آئی۔

قال ثم بعث جیشا فخرجت فیھم فقلت یارسول اللہ ادع اللہ ان یرزقنی الشھادۃ فقال اللھم سلمھم وغنمھم ثم الثالثة مثل ذلک فقلت یارسول اللہ اتیتک اسئلک ثلاث مرات ان تدعولی بالشھادۃ فقلت اللھم سلمھم وغنمھم فسلمنا وغنمنا یارسول اللہ

فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے ایک لشکر روانہ فرمایا میں ان لوگوں میں شامل ہو کر چلا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے دعاء فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما دے۔ آپ نے دعاء دی کہ اے اللہ ان کو سلامتی و غنیمت دے۔ پھر تیسری دفعہ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ میں جناب کی خدمت میں تین دفعہ یہی چاہتا ہوا آیا کہ میرے لئے آنجناب شہادت کی دعاء فرمادیں لیکن جناب نے یہی دعاء دی کہ اے اللہ انہیں بسلامت رکھ اور غنیمت

فأمرنی بعمل قال علیک بالصوم فانہ لامثل لہ ولا عدل قال ابو امامة فرزق اللہ من ذلک خیراً۔

عطاء کرے تو واقعی ہم بسلامت بھی رہے اور غنیمت بھی حاصل ہوئی۔ تو اب مجھے آنجناب کوئی نیک کام بتلائیں فرمایا کہ روزہ پر زور دو کیونکہ اس جیسی یا اس کے ہم پلہ کوئی عبادت نہیں حضرت ابو امامہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے بہت بھلائی عطاء فرمائی۔

(رواہ الاحادیث الاربعة عبد الرزاق فی مصنفہ)

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ۔
اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ۔

رسالہ پریس جا رہا تھا کہ مصر و اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑ جانے کی خبر آئی۔ ہم رمضان کی ساعات مبارکہ میں عساکر اسلامیہ کے لئے دست بدعا ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو فتح مبین نصیب فرمائے اور ان کے دشمنِ غاصب اسرائیل اور اس کے حامیوں کو نیست و نابود کر دے۔

—— آمین ——

دنیائے اسلام کے مبلغ اعظم حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ کے پوتے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہم کے نواسے اور سابق امیر جماعت تبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ہارون صاحب ۲۸ ستمبر ۷۳ء کو صرف آٹھ گھنٹے دل کے عارضہ میں مبتلا رہ کر اس دار فانی سے ۲۲ سال کی عمر میں رحلت فرما گئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی وفات سے ایک ایسی نوخیز شخصیت کا خسارہ ہوا ہے جس کے بارے میں امید کی جا سکتی تھی کہ وہ اپنے باپ دادا کی طرح اسلامی خدمات انجام دیں گے۔ و کل ذلک بقدر اللہ وحکمہ فرحمہ اللہ رحمة واسعة۔

ادارہ جامعہ مدنیہ ہر اس مسلمان سے تعزیت کناں ہے جسے مولانا موصوف سے تعلق تھا۔

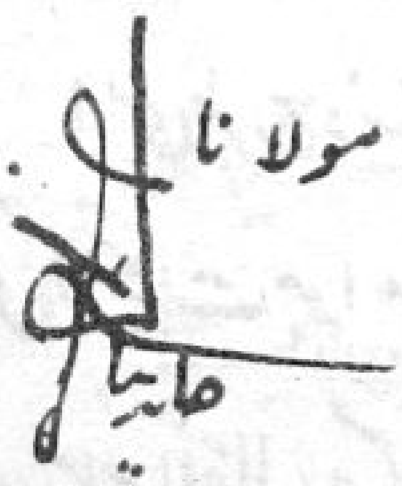

اسلام اور سائنس

۲

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہم

اب ہم معتزلہ کے اس عقلی استدلال کا (کہ اعراض نہیں تولے جا سکتے) جواب دیتے ہیں۔ ان کا جواب اُس زمانہ میں کہ جب سائنس نے ترقی نہیں کی تھی قدرے مشکل تھا۔ لیکن آج سائنس کی ترقی کے بعد یہ جواب بہت ہی آسان ہو گیا ہے۔

سائنس جوں جوں ترقی کرتی جاتی ہے وحی کے فیصلوں کی تائید ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے کہ وحی حقیقت ہی حقیقت ہے، اور سائنس حقائقِ اشیاء کو ہمارے سامنے لاتی ہے۔ بہت سے ایسے مسائل اور ایسے امور ہیں کہ جنہیں مسلمان تو تسلیم کرتے آئے ہیں لیکن معتزلہ اور دوسرے گمراہ فرقے انہیں ناممکن اور محال کہکر تسلیم نہیں کرتے تھے۔ سائنس نے مسلمانوں کی تائید کی اور مخالفین کی تغلیط۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیئے کہ سائنس نے وحی الٰہی کے فیصلوں کی تائید کی اور ان فیصلوں کو خلاف عقل اور ناممکن سمجھنے والوں کی تغلیط کی۔

مثلاً حضورؐ کا معراج کی رات آسمانوں پر جانا اور عیسٰی علیہ السلام کا آسمانوں پر رہنا وحی سے ثابت ہے اور مسلمان اسے مانتے آئے ہیں لیکن منکرین کہا کرتے تھے کہ یہ ناممکن اور محال ہے کہ کوئی آسمانوں پر چلا جائے۔ دنیائے کفر اس پر متفق ہے کہ نہ تو حضورؐ کو معراج ہوئی اور نہ ہی حضرت عیسٰیؑ آسمانوں پر موجود ہیں۔

اسی طرح دنیائے کفر تختِ سلیمانی کا بھی انکار کرتی آئی ہے۔ اہل کفر کا دعویٰ تھا کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ تخت ہوا میں اُڑے، کیونکہ تخت ایک ثقیل چیز ہے اور اثقال بالطبع مائل الی الارض ہوتے ہیں۔ تمام اثقال مرکزِ ثقل کی طرف مائل ہیں۔ تو عقل کی رو سے وہ اس قسم کے اعتراضات کیا کرتے تھے۔

لیکن اب تو سائنس نے دکھادیا کہ اثقال ہوا میں اڑ سکتے ہیں۔ ہوائی جہاز کو جو بلاشبہ ایک ثقیل چیز ہے ہم سب اکثر و بیشتر ہوا میں اڑتا ہوا دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح چاند پر انسانوں کے پہنچ جانے سے حضور کی معراج اور حضرت عیسیٰ کے قیام علی السماء والا اعتراض بھی ختم ہوگیا۔ کیونکہ سائنس نے یہ ثابت کردیا کہ انسان اوپر جاسکتا ہے۔

یاد رکھئے کہ جو چیز ممکن ہوتی ہے (محال اور ناممکن نہیں ہوتی) تو وہ کبھی تو ظاہری اسباب کے ساتھ وقوع میں آتی ہے اور کبھی باطنی اسباب کے ساتھ۔ گویا ممکن چیز اسباب عادیہ ظاہرہ کے ساتھ بھی وقوع میں آسکتی ہے اور اسباب باطنی غیر عادیہ کے ساتھ بھی۔ ہوائی جہاز کو اسباب عادیہ ظاہرہ کے ساتھ اڑایا جاتا ہے۔ اس میں پیٹرول ڈالا جاتا ہے، مشنری لگائی جاتی ہے، اس کی ہیئت کذائی ایسی بنائی جاتی ہے کہ وہ ثقیل ہوتے ہوئے بھی اڑتا ہے ہم نے تو اسباب عادیہ ظاہرہ کے ساتھ کسی ثقیل چیز کو ہوا میں اڑایا مگر اللہ تعالیٰ نے اسباب باطنہ کے ساتھ تخت کو ہوا میں چلایا۔ غرض سائنس نے یہ ثابت کردیا اور مشاہدہ کرادیا کہ ثقیل چیز کا اڑایا جانا یا ہوا میں اڑنا ناممکن نہیں بلکہ ممکن ہے۔ تو سائنس سے ہم مسلمانوں کی تائید ہوگئی۔ اگرچہ ہم مسلمان یہ باتیں پہلے سے ہی عقیدتاً تسلیم کرتے آتے ہیں مگر اب تو سائنس نے مشاہدہ بھی کرادیا۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہ جنہیں ہم تو تسلیم کرتے آتے ہیں مگر اہل کفران کا انکار کرتے تھے۔ اور عقل کے خلاف بتاتے تھے۔ مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اکرمؐ سے پوچھا گیا کیف یأتیک الوحی۔ یعنی آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ احیاناً یأتینی مثل صلصلۃ الجرس یعنی کبھی کبھی وحی اس طرح بھی آتی ہے کہ وہ گھنٹی کی آواز کے مانند معلوم ہوتی ہے۔ یعنی ٹن ٹن یا اس طرح کی کوئی اور آواز آتی ہے۔ جسے میں سمجھ لیتا ہوں اور یاد کرلیتا ہوں۔

تو اس پر کفار یہ اعتراض کرتے تھے کہ صلصلۃ الجرس، یعنی گھنٹی کی آواز سے فصیح و بلیغ کلام کس طرح بنتا ہے۔ کیونکہ اس میں حروف ہجا نہیں ہیں، کلمے نہیں ہیں محض ٹن ٹن سے الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم جیسا فصیح اور بہترین کلام کیسے بن گیا۔ تو یہ اعتراض انہوں نے عقل کے اعتبار سے کیا تھا۔ مسلمانوں نے حضور اکرمؐ کی بات کو صحیح تسلیم کیا تھا۔ اور یقین کیا تھا کہ جو کچھ آپ فرمارہے ہیں بلاشبہ درست ہے۔ وحی کے سلسلہ میں صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی تو کبھی ہم بھی سنتے تھے صوت

مثل دوی النحل کہ ہم وحی کی آواز کو شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی سنتے تھے۔ مسلمانوں نے یہ سب باتیں تسلیم کی تھیں مگر کفار نے ان کا انکار کیا تھا اور کہتے تھے کہ یہ عقلاً ناممکن ہے کہ ٹن ٹن یا شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز سے کوئی بامعنی کلام سمجھا جا سکے۔ آج سائنس نے مسلمانوں کے اس عقیدے کو بھی عقلاً درست ثابت کیا۔ اگر آپ کبھی ٹیلی گرام آفس گئے ہوں تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ وہاں ایک شخص کے سامنے محض ٹک ٹک ہی ہوتا رہتا ہے لیکن بعد میں وہ ایک بامعنی کلام لکھ لیتا ہے۔ اور متعلقہ شخص کو بتا دیتا ہے۔ تو صرف ٹک ٹک ہی سے اس نے بامقصد اور بامعنی کلام حاصل کر لیا۔ معلوم ہوا کہ کچھ رموز ہوتے ہیں جنہیں تار دینے والا اور وصول کرنے والا ہی سمجھتا ہے۔ ایسے ہی وحی بھیجنے والے اور وحی وصول کرنے والے کے درمیان بھی رموز ہوتے ہیں۔ یہ بات کہ ٹن ٹن سے کوئی کلام بن سکتا ہے اس زمانہ میں تو سمجھ میں نہیں آتی تھی مگر اب تو بات صاف ہو گئی اور مسئلہ حل ہو گیا۔ سائنسدانوں نے ٹیلی گرام ایجاد کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ٹک ٹک یا اس قسم کی کوئی اور آواز یا الفاظ ہوں تو ان سے کلام بن سکتا ہے۔ اور مطلب سمجھایا جا سکتا ہے۔

بہت سے لوگ حضرت فاروق اعظمؓ کی اس کرامت کا بھی انکار کرتے تھے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ سے ملک شام میں لڑنے والی مسلمان فوج کے جرنیل کو آواز دی اور انہوں نے سن لی۔ واقعہ یوں ہے کہ مسلمانوں کی فوج باہر ایک ملک میں کفار سے نبرد آزما تھی۔ دوران لڑائی کفار نے مسلمانوں کا گھیراؤ کرنا چاہا۔ فاروق اعظم مدینہ طیبہ میں ممبر پر خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ اللہ نے اس جنگ کی صورت حال ان پر منکشف فرما دی اور آپ نے ممبر پر سے ہی سپہ سالار کو آواز دی کہ یاساریہ الجبل۔ یعنی ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ کہیں دشمن اس طرف سے حملہ نہ کر دے یا گھیراؤ نہ کر لے حضرت ساریہ نے فاروق اعظم کی یہ آواز سن لی اور سنبھل گئے۔ تو وہ لوگ جنہیں صاحب عقل ہونے کا دعویٰ تھا اس کرامت کو نہیں مانتے تھے۔ ان کا اعتراض تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ بغیر تار کے بغیر کنکشن یا کسی اور واسطہ کے آواز اس قدر دور پہنچ جائے۔ مگر اب سائنس نے دکھا دیا کہ یہ ناممکن نہیں بلکہ ممکن ہے۔ آواز بغیر کنکشن اور بلا کسی واسطہ کے بھی ہزاروں میل تک پہنچ سکتی ہے آج ریڈیو کے ذریعہ مکہ مکرمہ، لندن، ماسکو اور دنیا کے دوسرے دور دراز اسٹیشنوں کی آواز سنی جاتی ہے۔ حالانکہ نہ تو کوئی کنکشن ہے نہ تار ہے۔ تو جب مادی اسباب کے ساتھ آواز اس قدر دور پہنچ سکتی ہے۔ تو روحانی طاقت کے ساتھ ایسا کیوں ممکن

نہیں۔ جبکہ روح کی طاقت مادہ کی طاقت سے بہت زیادہ ہے۔ روح مخدوم ہے مادہ اس کا خادم ہے، روح متبوع ہے مادہ اس کا تابع، روح حاکم ہے اور مادہ محکوم ہے۔ تو افضلیت روح ہی کو حاصل ہے تو اگر مادی طاقت اور مادی اسباب سے ایک کام سہل الحصول ہے تو روحانی طاقت سے وہ کام بطریق اولیٰ سہل الحصول ہوگا۔ دیکھئے! حرارت اور برودت دونوں اعراض ہیں اور آج یہ دونوں تولے جاتے ہیں۔ آپ گرمیوں میں روزانہ سنتے ہوں گے کہ آج درجۂ حرارت یہ ہے اور کل یہ تھا۔ آج گرمی اتنی پڑی۔ فضا میں آج برودت کم یا زیادہ ہے۔ تو سائنس نے ان دونوں کے تولنے کے لئے میزان بنائی ہے جس سے یہ تولے جاتے ہیں۔

میزان سے مراد صرف وہ ترازو نہیں ہے جس سے گڑ وغیرہ تولا جاتا ہے بلکہ ہر چیز کے لئے جدا جدا میزان ہوتی ہیں۔ آپ اپنے جسم کی گرمی اور حرارت بھی تولتے ہیں۔ جب کبھی ہم میں سے کسی کو بخار ہوتا ہے تو ڈاکٹر ہمارے منہ میں تھرما میٹر رکھ کر یہ بتا دیتا ہے کہ اتنا بخار ہے۔ تو بخار تولنے کی ترازو وہ نہیں جس سے پیاز اور گڑ تولتے ہیں بلکہ بخار تولنے والی میزان یہی تھرما میٹر ہے۔ تو ہر چیز کے لئے الگ الگ ترازو ہوتی ہے۔ تو اعمال تولنے کے لئے بھی میزان ہے۔ اور ۔ خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کیسی ہے۔ بہرحال یہ ثابت ہوگیا کہ اعراض تولے جاسکتے ہیں۔ گرمی اور سردی دونوں کا کوئی جسم نہیں ہے دونوں اعراض ہیں مگر سائنس دونوں کو تولتی ہے۔ تو آج سائنس کی روشنی میں دنیا پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ہمارا یہ عقیدہ کہ اعمال تولے جائیں گے بالکل درست اور صحیح ہے۔ اور معتزلہ کا یہ دعویٰ کہ اعمال کا وزن عقلاً مستحیل ہے غلط اور سراسر حماقت پر مبنی ہے۔

ہم تو کہتے ہیں کہ نہ صرف اعمال تولے جائیں گے بلکہ ایک ہی قسم کے دو عملوں میں بھی میزان کے ذریعہ فرق ظاہر کیا جائے گا۔ مثلاً دو آدمیوں نے ظہر کی نماز پڑھی۔ ایک نے زیادہ خضوع و خشوع سے ادا کی ایک نے خضوع و خشوع کا زیادہ لحاظ نہ رکھا۔ تو میزان میں خضوع و خشوع سے پڑھی گئی نماز کا وزن دوسری نماز سے زیادہ ہوگا۔ تو نہ صرف نماز تولی جائے گی بلکہ اس کے اندر جو خضوع و خشوع ہے اس کا بھی وزن ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ آج اس سائنسی دور میں معتزلہ کا دعویٰ خود بخود غلط ثابت ہوا اور مسلمانوں کے عقیدے کی تائید ہوگئی۔

آج ہم معتزلہ سے کہہ سکتے ہیں کہ تمہارا "کبری" کہ اعراض کا وزن مستحیل ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ اس وقت پوری دنیا کا اس پر اتفاق ہے کہ وزن اعراض ممکن ہے محال نہیں۔ تو معتزلہ کا مذہب عقلاً بھی صحیح نہیں اور نقلاً بھی۔

قنوتِ نازلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَاِنَّهٗ لَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، وَلَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَانْجِزْ وَعْدَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَكَ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ دِيَارَهُمْ، اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَفَرِّقْ جَمْعَهُمْ وَشَتِّتْ شَمْلَهُمْ، وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاهْزِمْ جُنْدَهُمْ، وَاَلْقِ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَالْفَشَلَ، اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَشِدَّائِهِمْ وَخُذْهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ، اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ مِصْرَ وَالشَّامِ وَالْفَلَسْطِيْنِ وَاشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مَنْ قَاتَلَهُمْ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ وَغَيْرِهِمْ، وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تُعَامِلْنَا بِمَا نَحْنُ اَهْلُهٗ، وَعَامِلْنَا بِمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وَالْمَنِّ وَالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ، وَصَلِّ عَلٰى اَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ وَاَكْرَمِهِمْ لَدَيْكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى

حوادث و مصائب اور خاص جنگوں کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کی آخری رکعت میں قنوت پڑھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی خاص خاص حالات میں قنوتِ نازلہ پڑھی ہے۔ عالمِ اسلام کو اس وقت جو مشکلات درپیش ہیں ان کے پیشِ نظر ہمیں چاہیے کہ پابندی سے جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں اور صبح کے فرضوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ کر اس دُعا کو امام آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں، امام اگر کسی جُملے کی تکرار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ دُعا کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جائیں اگر خدانخواستہ زیادہ شدید حالات ہوں تو قنوت سب جہری نمازوں میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

رمضان المبارک

نیکیوں کا موسم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہ

ہر کاروباری شخص کو سیزن کی تلاش رہتی ہے۔ پہلے سے اس کی تیاری ضروریات کی فراہمی لوازمات کی حصولی اور تمام اسباب و ذرائع کی سعی میں کوئی کمی اٹھا نہیں رکھی جاتی ہے۔ سردی کی کار آمد اشیاء اور لباسات کے لئے ہر کاروباری پورے سال سے کوشش کرتا رہتا ہے۔ گرمی کے شربتوں مفرحات و ضروریات اور اسی طرح برسات کے لوازمات میں بھی بہت پہلے سے اہتمامات کئے جاتے ہیں۔ کوئی نمائش، میلہ اور اجتماع ہو تو جگہیں اور سامان حاصل کرنے کی دن رات دھن رہتی ہے۔ کارخانوں کو سیزن کے وقت کے لئے عرصہ پہلے سے تمام ضروریات فراہم کرنی اور وقت پر دن رات ایک کر کے کام میں لگنا ہوتا ہے۔ زراعت پیشہ اصحاب کو بھی ہر موسم کے موافق اور وقت وقت کے مطابق زمین کی تیاری بیج کی فراہمی، آبپاشی کے انتظامات دن رات لگ کر کرنے ہوتے ہیں۔ ملازمین کو بھی خاص خاص ایام میں دن رات سر توڑ کوشش کرنی ہوتی ہیں۔ غرض کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اپنے کام کے سیزن میں ذرا بھی غفلت اور کوتاہی کرنا چاہتا ہو۔ اور اگر کوئی غفلت یا کام میں کوتاہی کر گیا تو سارے سال سر پکڑ کر رونا پڑتا ہے۔ ہر قوم کا تہوار بھی اس کے قومی کام کا سیزن ہے۔ جس کی ہر طرح کی تیاری میں سب منہمک رہتے ہیں۔ اور غفلت والا محروم قرار پاتا ہے۔

سیزن ایسی چیز ہے کہ راحت و آرام بلکہ خورد و نوش، خواب و راحت اور تمام شوق و تفریح کو چند روز کے لئے بالائے طاق کر دیتا ہے تب کامیابی ترقی خوشحالی فارغ البالی کے خوابوں کی تعبیریں

سامنے آتی ہیں، اور ذرا سی کوتاہی پر محرومی ہو جاتی ہے۔

شاید آپ نے بھی سنا ہو کہ بعض بعض حضرات اپنے سیزن میں اس قدر کامیابی حاصل کر لیتے ہیں کہ سارے سال بھی کبھی اسقدر کامیابیوں کا تصور نہیں ہو سکتا تھا یہ صرف ان کی ہوشیاری، وقت شناسی، جوان ہمت اور تندہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور دیدۂ عبرت کے لئے سرمۂ جلاء البصر ہے۔

ہر شخص کو سیزن کا نفع بخشی سے پورا پورا فائدہ اٹھانا ہی کامیابی کا راز اور غفلت و کوتاہی پریشان کن محرومی کا ذریعہ ہے۔

مسلمان کا امتیاز مسلمان یک چشم نہیں ہے کہ اس کو صرف ایک عالم اور اسی کی کامیابی نظر آسکتی ہو۔ اسی کی فکر اس کی کامیابی و ناکامی کا سرچشمہ ہو۔ وہ دو آنکھیں رکھتا ہے اور ساتوں آسمانوں کو چیر کر اوپر جانے والی نظر رکھتا ہے، بلکہ وہی عالم اس کا منتہائے نظر ہے یہ عالم تو ایک اکسیڈنٹ، ایک ٹھوکر کھانے ایک ہچکی اور ہارٹ فیل پر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن وُہ عالم وہ ہے کہ جس کی ناکامی انتہائی سخت اور بہت دیرپا تکلیفوں اور پریشانیوں کا سبب۔ اور کامیابی ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ہے۔ صحیح نظر اس سے نیچے نہیں رہ سکتی۔

اس کے لئے بھی ایک سیزن ہے بلکہ سیزن در سیزن ہے، عقل و ہوش کا کام یہ ہے کہ وہ بہت پہلے سے اس کے لئے تمام ذرائع و اسباب اور تمام ضروریات فراہم کرے، ہوشیاری اور وقت شناسی کے ساتھ تندہی سے کام کرے ورنہ عقل درست ہے تو تمام سال سر پکڑ کے رونا پڑے گا۔ اور اگر احساس ہی باطل ہو جائے تو لاعلاج مرض ہے۔

انسانیت کا معیار انسان فرشتوں اور جانوروں کے درمیان ایک مخلوق ہے نہ بالکل فرشتوں کی طرح کہ اس میں معصیت کا مادہ ہی نہ ہو اور عبادت اس کی سرشت ہو کہ بے اختیار برابر صادر ہوتی رہے۔ اور نہ بالکل جانور کہ اس پر کوئی قدغن نہ ہو، تمام قوائے ظاہری و باطنی بے مہار ہوں، بلکہ یہ خیر و شر دونوں کا مجموعہ ہے اس کی زندگی ایک امتحان گاہ ہے کہ خیر و شر دونوں اختیاری ہیں، اب امتحان ہے کہ اپنے اختیار و قدرت سے عبادتوں میں منہمک رہتا اور معصیت سے بچ بچ کر کام کرتا ہے یا نہیں۔ اسی امتحان میں فیل پاس ہونا اس کی زندگی کا مقصد ہے، یہی نہیں اس سے بھی اونچا ایک درجہ دیا گیا ہے، کہ امتحان بھی سخت ترین ہے، بدی کے دو پہلوان اس پر مسلط ہیں (ایک اندر کا نفس ایک باہر کا شیطان) ان دونوں کو زیر کر کے نیکی و عبادت کرنا

اور بدیوں سے بچ نکلنا اس کا فریضہ ہے، گویا اس کی زندگی ہر آن ایک میدان جنگ ہے اور ہر وقت فتح و شکست اس کے لئے مقرر ہے۔ اگر فتحمند ہے تو فرشتوں سے بھی افضل ہے اور اگر شکست خوردہ ہے تو ابلیس سے بھی بدتر ہے۔

دینی سیزن | زندگی کا ہر لمحہ اس معرکہ کی فتح و شکست کا میدان ہے۔ اس فتح و شکست کا سخت ترین موقع اور اس کی کامیابی کا ایک بڑا سیزن ہے۔ جس کا نام ہے "رمضان المبارک"

امتحان کے دو شعبے ہیں کچھ ایسی چیزوں سے جن کی رغبت و شوق طبیعت میں ہو رکنا اور کچھ کام جو طبیعت پر شاق ہوتے ہوں ان کے انجام دینے کا حکم۔ پھر جن سے روکا جاتا ہے ان سے روکنے کے احکام نواہی اور جن کے کرنے کو کہا جاتا ہے ان کے کہنے کو اوامر کہتے ہیں۔ نواہی سے رکنا اور اوامر کی تعمیل اس کا فریضہ ہے، الحلال بین والحرام بین (حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے) قرآن و حدیث نے کھول کھول کر بیان کر رکھا ہے۔ یہی ہر وقت کا امتحان ہے، اسی پر پاس فیل، کامیابی و ناکامی کا مدار ہے۔

لیکن ایک ایسا مبارک زمانہ بھی عطاء فرمایا گیا ہے جس میں یہ امتحان اور سخت اور اس کی کامیابی بہت ہی بلند درجہ رکھتی ہے۔ اس میں سب سے زیادہ مرغوب و محبوب چیزیں جو ہمیشہ سے پاک صاف حلال اور طیب تھیں کچھ وقت کے لئے حرام قرار دی گئی ہیں۔ وہ مرغوب و محبوب چیزیں کہ انسان کا ان سے رُکنا عادت کے موافق محال نہیں تو دشوار بہت ہے۔ ہر کھانے کی چیز، ہر پینے کی چیز اور میاں بیوی کا خاص میل — اور جتنی چیزیں پہلے سے حرام یا مکروہ تھیں برابر حرام و مکروہ ہیں۔ مزید یہ حلال بھی چند گھنٹوں کے لئے حرام قرار دی گئی ہیں۔ انہی تین چیزوں (کھانا، پینا، اور میاں بیوی کا میل) کے بغیر انسان بے چین ہوتا ہے اور زندگی کی ہر حلاوت ختم محسوس کرتا ہے۔ اس لئے یہ امتحان سخت ترین امتحان ہے۔ دیکھنا ہے کون پاس ہوتا ہے، اور کون فیل، کون کامیاب ہوتا ہے اور کون ناکام۔

روزہ صرف اسی کا نام ہے مگر نیت کے ساتھ۔ یعنی صرف خدا تعالیٰ کی تعمیل ارشاد میں ان تین چیزوں سے رُکنا، نہ کہ مجبوری یا بیماری یا مشغولی یا بے التفاتی میں۔ پھر اس پر بے نہایت ثواب نے اس کو دین کا سیزن بنا دیا ہے۔

(۱) ہر نیکی کا دس گنا تا ۷۰۰ گنا اجر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ صرف میری ہی لئے ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا، میری ہی وجہ سے اپنی خواہشات اور کھانے کو ترک کیا ہے۔ (صحاح ستہ) یعنی

بغیر فرشتوں کے واسطہ کے بے انتہا، براہ راست خود اور اپنی شان کے موافق جزا، عطا فرمائیں گے۔

(۲) روزہ دار کے لئے دو بار خوشی ہے افطار کے وقت اور اپنے پروردگار سے ملنے کے وقت (صحاح ستہ) کہ اس امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ روزانہ افطار کے وقت اور آخر میں عید کی اور قیامت میں بے انتہا، اجر کی خوشی۔

(۳) روزہ دار کے منہ کی بُو (جو معدہ خالی ہونے سے ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے عمدہ ہے (صحاح ستہ)۔

(۴) روزہ ایک ڈھال ہے جب تک یہ اس کو شق نہ کرے (نسائی) یعنی تمام گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ فرمایا جھوٹ اور غیبت سے شق نہ کرے۔ (طبرانی) روزہ دوزخ سے بچنے کا مضبوط قلعہ ہے۔ (احمد و بیہقی)۔

(۵) روزہ کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ (نسائی) جس نے بغیر کسی مرض یا عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھا، سارے زمانہ کے روزے بھی قضا نہ بن سکیں گے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

(۶) جو رمضان کے روزے ایمان کے لئے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے رکھے گا اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ (بخاری)

(۷) حضورؐ نے فرمایا کہ جنت کو سال سے سال تک رمضان کے لئے مزین کیا جاتا ہے، جب رمضان آتا ہے تو جنت دعا، کرتی ہے کہ اے اللہ اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے مجھ میں سکونت کرنے والے بتا دیجئے، حوریں دعا، کرتی ہیں کہ اس ماہ میں اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے وہ شوہر مقرر فرما دیجئے جس نے خود کو رمضان کے مہینے میں روک رکھا ہو کوئی نشہ کی چیز نہ پی ہو، کسی مسلمان پر بہتان نہ لگایا ہو، کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر رات ستّر حوروں سے اس کا رشتہ جوڑ دیتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک محل سونا چاندی یاقوت و زبرجد سے اتنا عظیم الشان تیار کر دیتے ہیں کہ اگر ساری دنیا کو اس میں جمع کر دیا تو صرف اتنی جگہ میں جتنا دنیا میں بکریوں کا تھان۔ اور جو کوئی نشہ کی کوئی چیز پی لے گا یا کسی مسلمان پر تہمت لگا دے گا یا کوئی گناہ کر لے گا، اللہ تعالیٰ اس کے سال بھر کے عمل ضائع کر دے گا تم رمضان کے مہینے سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کا مہینہ ہے، اس بات سے کہ اس میں کوئی کوتاہی کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گیارہ مہینے مقرر کر دئے جن میں نعمتیں کھاتے اور لذتیں لیتے رہتے رہو، اور اپنے لئے

ایک رمضان کا مہینہ مقرر کیا ہے، تو اس میں ہر بات سے بچتے رہو۔ (طبرانی۔ معجم اوسط، جمع الفوائد)

(۸) حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ممبر کی طرف چلے ایک سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ پھر دوسری پر چڑھے تو فرمایا آمین، پھر تیسری پر چڑھے تو فرمایا آمین، جب ممبر سے نیچے تشریف لے آئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آج آپ سے ایک کلام سُنا ہے۔ فرمایا کیا تم نے اس کو سُن لیا۔ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا جب میں ایک سیڑھی پر چڑھا تو جبریل سامنے آئے اور کہا ہلاک ہو جائے وہ کہ جس نے ماں باپ (دونوں) یا ایک کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا، میں نے کہا آمین۔ (پھر) بولے ہلاک ہو جائے وہ کہ آپ کا ذکر اس کے پاس ہو اور وہ درود نہ پڑھے، میں نے کہا آمین۔ (پھر) بولے ہلاک ہو جائے وہ کہ جس نے رمضان پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی میں نے کہا آمین۔ (طبرانی۔ معجم کبیر)

(۹) ہر شے کے لئے زکوٰۃ ہے، جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ اور روزہ نصف صبر ہے (ابن ماجہ) ہر افطار پر بہت لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں۔ (مسند احمد) اور ہر رات۔ (ترمذی)

(۱۰) جنت کا خاص دروازہ "ریان" ہے، روزوں والے اسی سے بلائے جائیں گے۔ روزہ دار ہی اس سے داخل ہوں گے جو کبھی پیاسے نہ ہوں گے۔ (بخاری۔ مسلم)

ہر عبادت کے لئے سیزن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا رمضان میں صدقہ کرنا۔ (ترمذی)

سیزن در سیزن میں سیزن یہ "لیلۃ القدر" ہے۔ قرآن مجید نے لیلۃ القدر خیر من الف شھر (لیلۃ القدر ایک ہزار مہینہ سے بہت بہتر ہے) فرمایا۔ ایک ہزار مہینوں کے تراسی (۸۳) سال چار ماہ ہوتے ہیں۔ بلکہ ایک ہزار ماہ کے تیس ہزار دن اور تیس ہزار راتیں ہوئیں تو یہ رات ان راتوں اور ان دنوں یعنی ساٹھ ہزار سے بہتر ہوئی۔ اور بہترائی کی حد کوئی مقرر نہیں، اس لئے بے انتہا بہتر ہے۔ جب تمام رات کا یہ اجر ہے تو اس کے ہر ہر منٹ کا بھی اسی قدر اجر ہو کہ ایک ایک منٹ دوسرے ساٹھ ساٹھ ہزار منٹ سے افضل ہو۔ تو اس سے محروم رہنا کس قدر محرومی ہے۔

المکرم پریس

خلیق و دیانتدار عملہ

بہترین و با رعایت طباعت

۵۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

جامعہ مدنیہ لاہور کیلئے تعاون کی اپیل

جامعہ مدنیہ لاہور کا شمار ملک کے عظیم دینی اداروں میں ہوتا ہے۔ اس کی ابتداء ۷۵ھ میں ہوئی تھی۔ گویا اس وقت جامعہ زندگی کی ۱۷ بہاریں پوری کر کے ۱۸ ویں میں داخل ہو رہا ہے۔ بحمد اللہ اِس مختصر عرصہ میں جامعہ سے سینکڑوں علماء اور کثیر تعداد میں حفاظ و قراء تیار ہوئے۔ بفضلہ تعالیٰ جامعہ میں درس نظامی درجات تکمیل اور درجاتِ تجوید و قراآتِ عشرہ وحفظ و ناظرہ و دینیات کا مکمل انتظام ہے حتیٰ کہ طب کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ طلبہ خوشنویسی بھی سیکھتے ہیں۔

اِس سال تقریباً پانچ سو طلبہ نے قابل و لائق اساتذہ کی زیر نگرانی مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کی، ان میں ایک سو سے زائد طلبہ کے خورد و نوش وظائف کپڑوں اور دیگر جملہ مصارف کا جامعہ کفیل رہا۔ لیکن گذشتہ چند ماہ میں ہوشربا گرانی نے اس درجہ پریشانی پیدا کر دی ہے کہ سب کارکنان مدرسہ اس بارے میں متفکر ہیں کہ مستقبل میں اتنے بڑے پیمانہ پر کام کس طرح جاری رکھا جا سکیگا۔ فاللہ المستعان۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ علوم اسلامیہ کا یہ عظیم مرکز بیش از بیش علمی خدمات انجام دے اور مہمانانِ رسول ان قدسی علوم سے بہرہ ور ہوتے رہیں تو آپ خود بھی اس نیک کام میں پوری قوت سے مدد کیجئے اور اپنے احباب کو بھی اس کارخیر میں حصہ لینے کی ترغیب دیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب سے اپنے دین متین کی بیش از بیش خدمت لے۔ آمین

—— ہم ہیں آپکے مخلص:

اراکین جامعہ مدنیہ ۔ لاہور

اسلام کا ایک اہم رکن

زکوٰۃ

"جس شخص نے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، قیامت میں اس کا مال ایک زہریلا اژدہا بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا جو اس کو کاٹتا رہیگا اور یہ کہ کر کاٹے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں"۔ (حدیث)

"ہمارے ایک معزز دوست نے توجہ دلائی کہ بہت سے اصحاب استطاعت لوگ زکوٰۃ کے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ جیسے فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور اگر وہ مسائل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آسان زبان میں مسائل نہیں ملتے، اور مشکل زبان جس میں عربی الفاظ آتے ہوں، سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور ایسے مضمون کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لیے سہل زبان میں یہ کچھ مسائل درج کئے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی صاحب زکوٰۃ کے اور مسائل دریافت کرنا چاہیں تو وہ بھی دریافت کرلیں تاکہ یہ مجموعہ مختصر رسالہ کی صورت میں بھی طبع کرا دیا جائے"۔

(حامد میاں غفرلہٗ)

سوال ◆ زکوٰۃ کی مذہبی نوعیت کیا ہے؟

جواب ◆ زکوٰۃ فرض ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ اور اس پر عمل نہ کرنے والا گنہگار ہے۔

سوال ◆ کیا زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے نیت ضروری ہے؟

جواب ◆ نیت ضروری ہے، ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

سوال ♦ زکوٰۃ کی شرح کیا ہے ؟

جواب ♦ زکوٰۃ کی شرح مال تجارت، سونے اور چاندی کا چالیسواں حصہ ہے۔ یعنی سو روپے پر ڈھائی روپے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

سوال ♦ زکوٰۃ کس سرمایہ پر ادا کرنا ہوگی ؟

جواب ♦ نقد، زیور (چاہے استعمال میں آتا ہو یا رکھ رکھا ہو) سونا، چاندی اور کاروباری سرمایہ خواہ وہ نقد ہو یا مال کی اتنی قیمت اور مالیت ہو اور جو مال قرض میں دیا ہوا ہو سب سرمایہ پر سال گذرنے پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

سوال ♦ نصاب زکوٰۃ کیا ہے ؟

جواب ♦ ساڑھے باون تولے چاندی، ساڑھے سات تولے سونا یا اتنی قیمت کا مال تجارت یا نقد موجود ہو تو زکوٰۃ دی جائیگی۔

سوال ♦ "صاحبِ نصاب" سے کیا مراد ہے ؟

جواب ♦ جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے شریعت نے ان کی خاص خاص مقدار مقرر کر دی ہے۔ اس مقررہ مقدار کو "نصاب" کہتے ہیں اور اتنی مقدار جس کے پاس ہو اُسے "صاحبِ نصاب" کہتے ہیں۔

سوال ♦ کیا جائداد و عمارات پر زکوٰۃ ہوگی ؟

جواب ♦ جائداد اور عمارتوں پر خواہ رہائشی ہوں یا کرایہ پر دی ہوئی ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ جو ان سے آمدنی ہوگی وہ سال کے ختم پر دیکھی جائیگی اور اس پر حساب لگا کر زکوٰۃ دی جائے گی۔

سوال ♦ زکوٰۃ سے اور اس قسم کی کیا کیا چیزیں مستثنیٰ ہیں ؟

جواب ♦ جائداد کے علاوہ مشینری کے اوزار، فرنیچر، برتن، کپڑے خواہ وہ کسی تعداد میں ہوں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

سوال ♦ زکوٰۃ کس کس کو دی جا سکتی ہے ؟

جواب ♦ یہ سوال بڑا مفید ہے۔ اس کا جواب سمجھ کر یاد رکھنا چاہیئے کہ زکوٰۃ اس کو

دی جائیگی جس کے پاس استعمالی ضرورت سے زیادہ سامان بھی نہ ہو۔ لہٰذا اگر کسی کے پاس گھر میں قیمتی فالتو سامان پڑا ہو مثلاً تانبے کے برتن اور قالین وغیرہ جو وہ استعمال میں نہیں لاتا تو اس سامان کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا اگر اس سامان کی قیمت بقدر نصاب بن جاتی ہے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کی برابر، تو یہ شخص زکات لینے کا مستحق نہیں ہوگا۔ اگر اپنے آپ کو غریب کہکر زکوٰۃ لے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔ ایسا شخص نہ زکوٰۃ لے سکتا ہے نہ صدقہ فطر۔ بلکہ ایسے آدمی پر تو خود صدقہ فطر دینا واجب ہوتا ہے اور قربانی بھی۔ اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ زکوٰۃ اپنی اصول (اپنی جڑوں) یعنی ماں باپ یا ان کے ماں باپ دادا، دادی، نانا، نانی کو نہیں دی جا سکتی۔ ایسے ہی فروع (اپنی شاخوں) یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی، نواسہ، نواسی کو بھی نہیں دی جا سکتی۔

شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو نہیں دے سکتی۔

سیدوں کو وہ حسنی ہوں یا حسینی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی دوسری اولاد کو جنہیں علوی کہتے ہیں حضرت عقیل حضرت جعفر طیار کی اولاد کو جو جعفری کہلاتے ہیں اور حضرت عباس ابن عبدالمطلب کی اولاد کو جو عباسی کہلاتے ہیں اور اگر کوئی حضرت حارث ابن عبدالمطلب کی اولاد میں ہوں تو انہیں بھی، غرض ان سب خاندانوں کو زکوٰۃ دینی اور انہیں لینی منع ہے۔

سوال ◆ کیا غیر مسلم کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب ◆ نہیں۔

سوال ◆ زکوٰۃ کی رقم فوری ادا کرنی چاہیئے یا مناسب موقع کے انتظار میں یہ رقم روکی بھی جا سکتی ہے؟

جواب ◆ دونوں صورتیں جائز ہیں، لیکن جلدی دینا افضل ہے۔

سوال ◆ بعض لوگوں کو کہتے سُنا ہے کہ نقد رقم نہ رکھو ورنہ زکوٰۃ دینی ہوگی اس لئے جائیداد خرید لو، ایسے لوگوں کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب ◆ ایسا کرنا مناسب نہیں۔ ایسا کرنے سے غریبوں کا حق مارا جاتا ہے۔

سوال ۔ کاروباری اداروں کو سرمایہ کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرنی چاہیئے ؟

جواب ۔ مثال کے طور پر یہ خاکہ ملاحظہ فرمائیں ،

بلڈنگ فرنیچر کھاتہ	۳۰۰۰۰/۰۰	مستثنیٰ ہے ۔
مشینری کھاتہ	۴۰۰۰۰/۰۰	
بینک کھاتہ	۲۰۰۰۰/۰۰	سرمایہ کھاتہ مالک فرم ۲۰۰۰۰۰/۰۰
ادھار کھاتہ	۶۵۰۰۰/۰۰	
اسٹاک کھاتہ	۴۰۰۰۰/۰۰	
نقد باقی	۵۰۰۰/۰۰	
کُل	۲۰۰۰۰۰/۰۰	
زکوٰۃ سے مستثنیٰ	۷۰۰۰۰/۰۰	
بقایا رقم جس پر زکوٰۃ ادا کرنی ہے	۱۳۰۰۰۰/۰۰	

جو مال بغرض تجارت خرید و فروخت میں نہ آئے وہ مستثنیٰ ہے ، جیسے سامان رکھنے کے برتن ، دکان میں استعمال ہونے والا فرنیچر وغیرہ ۔

سوال ۔ مویشی یعنی بھیڑ بکری کا کاروبار کرنے والا مویشیوں کی قیمت لگاکر اس قیمت پر زکوٰۃ ادا کرے گا یا مویشیوں کی تعداد کے مطابق ؟

جواب ۔ جو جانور تجارت کے لئے ہوں ان کی موجودہ قیمت لگاکر زکات دی جائے گی ۔

سوال ۔ سواری کے لئے گھوڑا گاڑی یا موٹر ہو تو ان پر زکوٰۃ ہو گی یا نہیں ؟

جواب ۔ نہیں ۔

سوال ۔ ایک شخص کے پاس دس ہزار روپے تھے ، ان پر سال گذر گیا ، وہ زکواۃ کا ارادہ

ہی کر رہا تھا کہ سارے روپے چوری ہو گئے۔ کیا اس صورت میں اس پر زکوٰۃ فرض ہے یا معاف ہو گئی۔

جواب ◆ سارا مال چوری ہو جانے یا سارے کا سارا مال خیرات کرنے سے زکوٰۃ معاف ہو جاتی ہے۔

سوال ◆ زکوٰۃ کا مال مستحق کو خود دینا ضروری ہے یا کسی اور کے ذریعہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

جواب ◆ خود بھی دے سکتا ہے اور کسی دوسرے شخص کے ذریعہ بھی۔

سوال ◆ ایک مالدار مسافر کا سارا مال ضائع ہو گیا۔ گھر میں اگرچہ اس کا بہت مال موجود ہے لیکن اس وقت اس کے پاس کچھ نہیں رہا تو کیا اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

جواب ◆ جی ہاں ایسے مسافر کو جو حالت سفر میں محتاج ہو گیا ہو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے چاہے اس کے گھر میں اس کے لاکھوں روپے ہی کیوں نہ ہوں۔

سوال ◆ زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنانا یا مردے کا قرض ادا کرنا یا مردے کا کفن وغیرہ تیار کرنا کیسا ہے؟

جواب ◆ ان صورتوں میں زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔ کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت ہو گی کہ جب کوئی محتاج اسے لے۔

سوال ◆ ایک شخص نے کسی کو زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سید ہے، تو کیا وہ شخص دوبارہ زکوٰۃ دے یا زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

جواب ◆ اگر دینے والے نے مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اسی طرح اس شخص کی بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے جس نے تاریکی میں اپنی ماں یا دوسرے ایسے رشتہ دار کو جسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی زکوٰۃ دیدی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایسا رشتہ دار ہے جو اس کی زکوٰۃ کا مستحق نہیں۔ اور اگر کسی نے کسی کو زکوٰۃ دی اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ پھر ادا کرنی ہو گی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر مذکورہ بالا صورتوں میں مالدار سید اور رشتہ دار کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ زکوٰۃ کی رقم تھی تو واپس کر دیں۔

سوال ◆ ایک شخص سال کے اول اور آخر میں مالک نصاب تھا۔ مثلاً اس کے پاس اتنے روپے تھے جو ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت بنیں، لیکن درمیان سال میں کچھ پیسے خرچ ہو گئے اور کچھ

دنوں وہ مالک نصاب نہیں رہا تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔

جواب ◆ جو شخص سال کے اول اور آخر میں نصاب کا مالک ہو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ چاہے سال کے درمیان میں مال نصاب سے کم ہو گیا ہو۔ ہاں اگر سال کے درمیان میں اس کا سارے کا سارا مال ضائع ہو گیا اور سال کے آخر میں پھر کہیں سے مل گیا، تو اب گذشتہ سال کی زکوٰۃ اس پر نہیں ہے۔ بلکہ جب سے دوبارہ مال آنا شروع ہوا ہے اس وقت سے اس کا مالی سال شروع ہوگا۔

سوال ◆ اگر مال سال گذرنے سے چند ہی روز پہلے جاتا رہا تو زکوٰۃ ہوگی یا نہیں۔

جواب ◆ نہیں۔

سوال ◆ ایک شخص کے پاس تین ہزار روپے موجود ہیں (گویا وہ صاحب نصاب ہے) لیکن یہ اتنے ہی روپوں کا قرضدار بھی ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب ◆ اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

سوال ◆ ایک تاجر کے پاس ابتداء سال میں تین ہزار روپے تھے جن سے اس نے تجارت شروع کی۔ سال کے آخر میں اس کے پاس پانچ ہزار روپے جمع ہو گئے۔ تو کیا اس تاجر کو صرف تین ہزار روپے کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یا پانچ ہزار کی۔

جواب ◆ اسے پانچ ہزار روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

سوال ◆ اگر کسی نے سال گذرنے سے پہلے ہی اپنی زکوٰۃ ادا کر دی تو کیا ادا ہو جائے گی۔

جواب ◆ ادا ہو جائے گی۔

سوال ◆ زرعی زمین یا باغ سے پیداوار پر عُشر ہے۔ عُشر کے معنی کیا ہیں اور اس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے۔

جواب ◆ عُشر کے معنی ہیں دسواں۔ پیداوار پر جو زکوٰۃ ہوتی ہے اس کے قاعدے الگ ہیں اور نام بھی الگ ہیں۔ اگر زمین بارانی ہے یا نہر سے پانی دیا جاتا ہے تو اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ خدا کے نام پر مصارف زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ اور ایسی زمین عُشری کہلائے گی۔ اور اگر رہٹ وغیرہ سے آبپاشی ہوتی ہے تو اس میں بیسواں حصہ نکالا جائے گا۔

صدقۂ فطر

صدقہ فطر ہر اس مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے یا زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن نصاب کی برابر قیمت کا اور کوئی مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہے چاہے اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

صدقہ فطر نابالغ اولاد کی طرف سے بھی دیا جائے گا۔ اگر نابالغ اولاد خود مالدار ہو تو باپ کے ذمہ نہیں بلکہ ان ہی کے مال میں سے باپ ان کی طرف سے صدقہ ادا کر دے۔

یہ صدقہ عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے عید سے پہلے، رمضان میں صدقہ دیدیا تو بھی ادا ہو جائے گا۔

صدقہ فطر فی کس پونے دو سیر (احتیاطاً پورے دو سیر) گیہوں یا اتنے گیہوں کی قیمت دی جائے۔

صدقہ فطر ان لوگوں کو دیا جائے گا جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی انہیں یہ صدقہ بھی نہیں دیا جاسکتا۔

حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب توفیق دہلوی گزشتہ دنوں لاہور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم حضرت شیخ الہند محمود حسن قدس اللہ سرہٗ کے شاگرد اور انہیں سے بیعت تھے اور فقیہ الامت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ادارہ مولانا موصوف کے فرزند جناب فریدالدین احمد اور موصوف کے داماد جناب حکیم محمد قاسم اور دیگر پس ماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ قارئین کرام سے رمضان کی مبارک ساعات میں مولانا موصوف کے لئے دعاءِ رفع درجات کی درخواست ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

مشاہیر علماء سرحد

شیخ الاسلام حضرت غزنوی

مولانا قاری فیوض الرحمٰن ایم اے

حضرت مولانا احمد شیر صاحب ہزاروی

ولادت = آپ ۱۲۹۶ھ میں بمقام "تزند" علاقہ ٹکری تحصیل ٹبگرام ضلع ہزارہ میں مولانا محمد شریف صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ علامۂ عصر حضرت اخون صاحب ولی کامل تزند کی اولاد سے ہیں، شجرہ نسب کی چند کڑیاں ملاحظہ ہوں۔ مولانا احمد شیر بن مولانا محمد شریف بن مولانا سبقت اللہ بن مولانا لطف اللہ بن اخون صاحبؒ۔

ابتدائی نام "احمد" تھا، ایام طفولیت میں ایک مشہور واقعہ کی وجہ سے آپ کے نانا صاحب نے لفظ "شیر" کا اضافہ کردیا، اس طرح بعد میں "احمد شیر" کے نام سے پکارے جانے لگے۔

ابتدائی تعلیم = ابتدائی تعلیم اپنے ہی علاقہ میں حاصل کی دس سال کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا، آپ نے بچپن کا زیادہ تر حصہ اپنے ننھال علاقہ ٹکری میں گزارا۔ آپ کی ابتدائی کتابوں کے استاذ مولانا حنیف اللہ صاحب، علاقہ آگرور اور اوگی کے مشہور عالم تھے۔ ۱۳۱۳ھ میں علوم دینیہ کے لئے سفر اختیار کیا۔ متوسط درجہ کی کتابیں ہری پور ہزارہ اور اس کے مضافات میں پڑھیں۔

خدمت استاذ اور اس کا صلہ = آپ اسی زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک عالم دین کے پاس پڑھتا تھا، کڑاکے کی سردی پڑتی تھی، میرے استاذِ محترم کی تھوڑی سی زرعی زمین تھی، ایک دن اس زمین کو پانی دینے کی باری رات کو آئی، استاذ صاحب نے اپنے تمام شاگردوں کو فرمایا کہ آج رات میری زمین کو پانی دینے کی باری ہے اگر آج رات اسے پانی نہ دیا گیا تو تمام فصل کے

لیے زمین خراب ہو جائے گی۔ کسی کی ہمت ہو تو آج رات کو یہ تکلیف برداشت کر کے میری زمین کو پانی سے سیراب کر دے"۔ تمام شاگرد سخت سردی اور پھر رات کے وقت کی وجہ سے خاموش بیٹھے تھے کہ اتنے میں سے نے عرض کیا کہ "میں تیار ہوں" آپ موقع پر پہنچے اور زمین کو پانی لگا دیا، عشا کی نماز کے بعد زبردست طوفان باد و باراں شروع ہوا، نالی میں طوفانی پانی آنے کی وجہ سے نالی جگہ جگہ سے ٹوٹنے لگی آپ پوری تندہی اور ہمت کے ساتھ نالی کی درستگی میں مصروف رہے۔ آخر نالی میں ایک بڑا شگاف پڑ گیا اور سخت اندھیرے کی وجہ سے آپ کو کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا کہ کسطرح اس شگاف کو بند کیا جائے اور اس شگاف کی وجہ سے سارا پانی ضائع ہو رہا تھا جب اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو آپ خود ہمت کر کے اس میں بیٹھ گئے رات کا وقت اور سردی کا موسم، آپ کا جسم سردی سے ٹھٹھر رہا تھا لیکن آپ نے اپنی جان کی کوئی پروانہ کی اور مستقل مزاجی سے بیٹھے رہے۔ آخر کار تمام زمین سیراب ہو گئی۔ آپ صبح کے وقت اسی طرح بھیگے ہوئے مسجد میں پہنچے، استاد صاحب نے یہ خیال کیا تھا کہ اتنے سخت طوفان میں کہاں گئے ہوں گے لیکن آپ کی اس حالت نے استاذ صاحب کو پوچھنے پہ مجبور کر دیا کہ کیا ماجرا ہے؟ آپ نے رات کا سارا واقعہ بیان کر دیا اور بتایا کہ ایک شگاف میں خود بیٹھنا پڑا، اس وجہ سے کپڑے بھیگ گئے ہیں۔ استاذ صاحب اس واقعہ سے اتنے خوش ہوئے کہ آپ کی اس تکلیف کے بدلے بیشمار دعائیں دیں۔ آپ کا کہنا یہ تھا کہ "استاذ صاحب کی ان دعاؤں سے پہلے میں بہت کند ذہن تھا، مگر اسی دن اللہ کے فضل و کرم سے میرا ذہن کھل گیا اور میں کتابوں میں خوب چالو ہو گیا" ہری پور کے بعد آپ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں گولڑہ شریف پہنچے، حضرت سے اسباق شروع کئے اور ساتھ ہی ان سے بیعت بھی ہو گئے۔ کچھ کتابوں کی تکمیل کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ ہی کے ارشاد پر دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔

اعلیٰ تعلیم = ۱۳۲۴ سنہ ھ میں آپ نے دار العلوم دیوبند میں امتحان دیا اور داخل ہوئے، ۱۳۲۸ سنہ ھ میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ سے دورہ حدیث پڑھا اور سند فراغت حاصل کی، حضرت شیخ الہندؒ کے علاوہ آپ کے دوسرے اساتذہ میں حضرت مولانا حافظ احمد صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اور حضرت میاں اصغر حسین صاحب کے بھی نام آتے ہیں۔

تدریسی خدمات = فراغت کے فوراً بعد آپ بحیثیت صدر مدرس میمن سنگھ بنگال تشریف لے گئے اور

وہاں ۱۳۳۱ھ تک مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھاتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند میں = ۱۳۳۲ھ میں دارالعلوم دیوبند میں تدریس پر مامور ہوئے اور تمام علوم وفنون کی مختلف کتابیں پڑھاتے رہے۔ ۱۳۴۰ھ میں ضلع پٹنہ بنگال میں دورۂ حدیث پڑھانے کے لئے بلائے گئے، اسی دوران ماہ شوال میں آپ سفرحج پر روانہ ہوئے، یہ آپ کا پہلا حج ہے۔ ۱۳۴۱ھ میں ڈھاکہ دارالعلوم میں صدر مدرس مقرر ہوئے ۱۳۴۲ھ میں پھر دارالعلوم دیوبند میں مدرس مقرر ہوئے اور دو سال پھر تدریسی فرائض انجام دیئے۔ اس طرح دارالعلوم دیوبند میں آپ کی کل تدریسی مدت دس سال بنتی ہے۔ "تاریخ دیوبند" میں یہ تفصیل موجود نہیں لیکن مدت تدریس کا اندراج بالکل درست ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے کے مدرسین عربی کے اسمائے گرامی میں ۵۹ ویں نمبر پر آپ کا اسمِ گرامی مولانا احمد شیر صاحبؒ مدرس عربی ابتدائی سن ۱۳۳۲ تا آخری سن ۱۳۴۲ کا اندراج موجود ہے۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند میں مدت تدریس کا اندراج تو صحیح ہے لیکن مسنہ میں سہو ہوا ہے اس لئے کہ خود مولانا احمد شیر صاحب اپنی ذاتی یادداشت میں یوں لکھتے ہیں کہ "۱۳۴۲ھ میں پھر دارالعلوم دیوبند میں مدرس مقرر ہوا اور دو سال پھر کام کیا" (اس صورت میں ۱۳۴۳ھ تک آپ دارالعلوم دیوبند میں مدرس رہے۔ ۱۳۳۲ھ سے ۱۳۴۳ھ تک کل ۱۲ سال بنتے ہیں جن میں سے ۱۳۴۰ھ اور ۱۳۴۱ھ والے دو سالوں میں دیوبند سے باہر تدریس کرتے رہے۔ ۱۳۴۴ھ میں مدرسہ امدادیہ مظفر نگر میں دورۂ حدیث کے لئے صدر مدرس مقرر ہوئے، یہاں آپ کے طلبہ کو مجمع عام میں دستارِ فضیلت دی جاتی، اور امتحان علماء دیوبند لیا کرتے) "۱۳۴۶ھ میں رخصت لے کر مع اہلیہ و برخوردار بشیر احمد حج بیت اللہ کے لئے گیا، یہ میرا دوسرا حج ہے، والدین دونوں کے لئے الگ الگ حج بدل کرا یا ہوں"۔ (ماخوذ از ذاتی یاد داشت) ۱۳۴۷ھ میں پھر حج کو چلا گیا، یہ تیسرا حج ہے الحمد للہ علی ذالک۔ واپس آکر ۱۳۴۸ھ میں انجمن اسلامیہ نیلگنڈہ حیدرآباد دکن میں صدر مدرس مقرر ہوا، اور ساتھ ہی جامع مسجد نیلگنڈہ کا خطیب بھی تھا" (ماخوذ از ذاتی یاد داشت قلمی) آپ ۱۹۴۴ء تک نلگنڈہ میں تدریس اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ پھر اپنے وطن واپس آگئے، اور اپنے علاقہ میں تدریس کرتے رہے۔

فتویٰ نویسی = آپ کے بڑے فرزند مولوی حافظ محمد یعقوب صاحب بیان فرماتے ہیں کہ آپ کنز کے حافظ تھے، آپ کے استاذ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ کے پاس جو بھی فتویٰ آتا

وہ اسے آپ کے حوالے کر دیتے آپ مسودہ بنا تے، اور حضرت مفتی صاحب اس کی تصویب کے بعد مہر لگا دیتے۔ فتاویٰ عزیزیہ کے زیادہ تر مسائل کے مسودے آپ ہی کے تحریر کردہ ہیں۔

صوفیانہ مسلک :- آپ نے ایام طالب علمی میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور حضرتؒ نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا تھا۔

آپ کے چند ممتاز تلامذہ :- آپ کے تلامذہ تو بیشمار ہیں، یہاں صرف چند ایک ممتاز تلامذہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کراچی۔ حضرت مولانا سید شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ۔ حضرت مولانا محمد علی سالق پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی وغیرہ۔

معمولات :- آخری عمر میں تلاوت کلام پاک کے علاوہ "فتوحات مکیہ" اور "احیاء علوم الدین" کا زیادہ مطالعہ کرتے۔ دوسرے تیسرے ماہ بخاری شریف کا بھی ختم کر لیا کرتے۔

انتقال :- آپ ۸ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ کو عشاء کی نماز (فرض) پڑھتے ہوئے دوسری رکعت میں انتقال فرما گئے۔ ۹ رمضان المبارک کو تدفین ہوئی۔ آپ کی قبر "ترند" علاقہ ٹکری میں ہے۔

اولاد :- آپ کے تین فرزند اور اتنی ہی لڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی کا نام بی بی عائشہ ہے ان سے چھوٹے مولوی حافظ قاری محمد یعقوب صاحب فارسٹر محکمہ جنگلات آلائی تحصیل بٹگرام ہیں۔ ان سے چھوٹی بی بی سکینہ ہے۔ ان سے چھوٹے مولانا بشیر احمد تلمیذ حضرت مدنیؒ، ان سے چھوٹی سعیدہ ہیں جو حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ کی بہو ہیں اور سب سے چھوٹے محمد شریف ہیں۔ صالح باپ کی صالح اولاد ماشاء اللہ ان کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضرت مولانا احمد جان صاحب بفویؒ

آپ حضرت مولانا گل حسن صاحبؒ کے برادر خورد ہیں، ۱۸۸۶ء میں بفہ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم :- ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی، پھر حضرت مولانا غلام رسول صاحب کے ساتھ دیوبند چلے گئے، پانچ سات سال وہاں رہ کر مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں، ۱۳۲۸ھ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے دورۂ حدیث پڑھا اور سند فراغت حاصل کی، فہرست فضلائے دیوبند ہزارہ میں ۴۳ ویں نمبر پر آپ کا اسم گرامی موجود ہے

وطن کو واپسی۔ فراغت کے بعد وطن واپس آ گئے اور مسجد نوکوٹ جو بفہ سے دو میل مغربی جانب ہے میں پانچ سات سال تک امامت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور حیدر آباد میں انسپکٹر آف سکولز (اسلامیات) مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۷ء تک زندہ تھے اور یہی خدمات انجام دے رہے تھے اس کے بعد لاپتہ ہیں۔ حیدر آباد میں گلبرگہ میں مقیم تھے۔ آپ نے کل تین شادیاں کیں، دو بفہ سے اور ایک حیدر آباد سے، ان سے اپ کی کافی اولاد ہے لیکن اب وہ بھی لاپتہ ہے۔

تبصرہ

"معین الحجاج" صفحات ۵۰۴ تین حصے ایک جلد میں۔

قیمت فی جلد۔ چھ روپیئے۔ اعلیٰ ایڈیشن آٹھ روپیئے۔

مصنفہ۔ جناب الحاج مولانا قاری شریف احمد صاحب خطیب جامع مسجد ریلوے اسٹیشن کراچی

شائع کردہ۔ مکتبۂ رشیدیہ قاری منزل پاکستان چوک کراچی۔

حج کے موضوع پر نہایت سہل انداز میں تمام مسائل دعاؤں اور زیارات مدینہ منورہ و دیگر مقامات متبرکہ پر مشتمل مفید ترین کتاب ہے۔

اتنے سہل اور عام فہم انداز میں اتنے زیادہ مسائل ضروریہ پر مشتمل کوئی کتاب میں نے نہیں دیکھی، حجاج کرام اس سے مستفید ہوں۔ ——— (حامد میاں غفرلہٗ)

پاکستان میں علم حدیث

مندرجہ بالا موضوع پر میں نے ایک کتاب لکھنی شروع کی ہے۔ یہ کتاب تقریباً مکمل ہے اس کے لیے مجھے پاکستان کے اسلامی مدرسوں میں احادیث پڑھانے والے اساتذہ کے نام و مختصر حالات زندگی کی ضرورت ہے کیونکہ ان حضرات کے نام شامل کرنے کے بغیر یہ کتاب نامکمل سمجھی جائے گی۔ اس لیے متعلقہ حضرات سے گذارش ہے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں یہ معلومات پتہ ذیل پر فراہم کرکے ثواب حاصل کریں۔

سید عطاء اللہ کاکاخیل ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول تھکال بالا پشاور۔

دُنیا میں بہترین طبع شدہ قرآن مجید معرّیٰ و مترجم

اور تفاسیر و دیگر اسلامی مطبوعات

تشریف لائیں یا لکھیں

تاج کمپنی لمیٹڈ

۹۸ ۔ ریلوے روڈ ○ لاہور

فون : ۵۲۴۴۴ ــــــ ۶۱۱۹۴

ع

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

ہمارے یہاں زینتیوں کی بہترین ٹکائی

دھلائی کا کام نہایت تسلی بخش ہوتا ہے۔

حنیف زینتی رینرنگ ۵ ہسپتال روڈ لاہور

موتیا روک

موتیا روک ۔ موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے * موتیا روک بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔ * موتیا روک دھند۔ جالا۔ ککروں کے لیے بھی بے حد مفید ہے ــــ

* موتیا روک آنکھ کے ہر مرض کے لیے مفید تر ہے

بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور

صنعتوں میں کام آنے والے
کیمیکلز اور تیزاب کے سپلائر

اکبری سٹور

بیرون اکبری گیٹ لاہور

فون ۶۳۸۳۲

جسمانی، دماغی، اعصابی کمزوری کی خاص دوا

شدھ مکر دھوج وٹی

یہ گولیاں جسمانی، دماغی ہر قسم کی طاقتوں کو بحال کرتی ہے۔ بینائی کی محافظ ہیں۔ گردہ، معدہ، سنگرہنی، مثانہ اور جگر کی کمزوری اور دل کی دھڑکن وغیرہ امراض کو رفع کرتی ہیں، ذیابیطس کا خاص علاج ہیں، چہرہ کی زردی، خون کی کمی، دُبلاپن، ضعف معدہ دور کرکے خون بڑھاتی ہیں۔ قیمت: پچاس گولی سات روپے۔ ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ۔

حکیم محمدؐ عبداللہ آیورویدک فارمیسی ○ شاہ عالمی پاپڑ منڈی لاہور

ایلوپیتھک ڈی ایم پی ایس نرسنگ مڈوائفری کی ریگولر اور پرائیویٹ ڈاک سے کم سے مدت میں تعلیم حاصل کرکے کورس کیجئے اور ملک قوم کی خدمت کیجئے پراسپکٹس کے لئے بیس پیسے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

پنجاب میڈیکل پریکٹیشنرز کالج کریم پارک بلاک نمبر ۳ نزد موہنی روڈ لاہور

P.C.T. INDUSTRIES

پاکستان بھر میں مشہور و مقبول

پی-سی-ٹی مارکہ

پُرزہ جات سائیکل

: ایجنٹ :

بٹ سائیکل سٹور ۰ نیلا گنبد لاہور

فون دفتر: ۶۵۳۰۹ / ۶۵۹۴۲ — فون فیکٹری: ۶۰۰۵۰

پاکستان میں گھر گھر مقبول
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ) لاہور
کے ماڈرن پلانٹ پر تیار کردہ
اعلیٰ کوالٹی کے صابن
بلا مارکہ رجسٹرڈ
پنجاب سپیشل
ٹائیلٹ سوپ
شیونگ کپ سوپ
لانڈری سوپ
اعلیٰ کوالٹی ۔ مناسب دام
Rose TOILET SOAP
PINK Rose
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd.) LAHORE
Kasturi MUSK
TOILET SOAP
Manufactured by PUNJAB SOAP FACTORY (Regd) LAHORE
تیار کردہ
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ)
بیرون شیرانوالہ گیٹ ۔ لاہور